کبوتر بازی کے مقابلے کرنے اور جیتی ہوئی رقم کا حکم؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FSD-8946 تاریخ:14-06-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ دیہاتوں میں جیٹھ اور ہاڑ کے مہینوں میں کبوتر بازی کے مقابلے ہوتے ہیں۔ کبوتر باز پورا سال مخصوص نسل کے کبوتروں کو تیار کرتے ہیں۔ انہیں زعفران، کشمش، بادام، چاندی کے ورق اور دیسی کشتہ جات کھلاتے ہیں۔ پھر بالخصوص اڑاتے وقت انہیں خاص انجیکشن بھی لگاتے ہیں۔ صبح پانچ چھ بجے اڑاتے اور پھر اترنے نہیں دیتے۔ جو سب سے آخر میں اترے، وہی جیتتا ہے اور آخری اترنے والا عموماً شام پانچ چھ بجے اترتا ہے، یعنی اسے بارہ گھنٹے مسلسل اڑایا جاتا ہے۔ اسی طرح لوگ ان کبوتروں پر کافی زیادہ رقم بھی لگاتے ہیں، یعنی جیتے کبوتر پر رقم لگانے والا بقیہ کبوتروں پر لگی ہوئی رقم کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ اس تمام تفصیل کی روشنی میں اس مقابلے اور اس پر لگنے والی رقم کے متعلق حکم شرعی بیان فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ہمارا دینِ اسلام حیوانات پر رحم کرنے کا حکم دیتا اور اُنہیں بلاوجہِ شرعی ایذا اور تکلیف دینے کی سخت مذمت کرتا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں حیوانات پر رحم کرنے کی تلقین اور اُن کے متعلق سنگ دِلی کا مظاہرہ کرنے سے منع کرتے ہوئے عذابِ آخرت سے ڈرایا گیا ہے، لہٰذا قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں حکم شرعی یہ ہے کہ کبوتروں کی یوں بازیاں لگوانا کہ اُنہیں بھوکا پیاسا رکھ کر سخت گرمی میں

مسلسل اڑائے رکھنا، دانہ پانی کے لیے اترنا چاہیں تو اترنے نہ دینا، صرف اپنا شوق پورا کرنے، مقابلہ جیتنے اور انعامات حاصل کرنے کے مذموم مقاصد کے لیے بے زبان قابلِ رحم پرندے کو یوں عذاب میں مبتلا کرنا، شدید ظلم، ناجائز، گناہ اور آخرت میں سخت عذاب کا باعث ہے۔

اِس کبوتر بازی میں جو لوگ کبوتروں پر پیسے لگاتے ہیں کہ جیتنے والا ہارے ہوئے کبوتروں پر لگے پیسے حاصل کرتا ہے اور باقی سب اپنے پیسے ہار جاتے ہیں، یہ سو فیصد جُوا ہے۔ اِس انداز میں جو رقم حاصِل کی گئی، وہ مالِ خبیث ہے اور لینے والے کی ملکیت میں داخل ہی نہیں ہوتی، لہٰذا جس کے پاس ایسی رقم یا مال ہو اُس پر فرض ہے کہ جس سے وہ مال لیا اُسے واپس کرے اور اگر وہ زندہ نہ رہا ہو، تو اُس کے وارِثین یعنی اولاد وغیرہا کو واپس کرے اور اگر وہ مالِک یا اُس کی اولاد میں سے کوئی نہیں ملتا، تو اِس پر ضروری ہے کہ اُن مالکان کی طرف سے بغیر ثواب کی نیت کیے، کسی فقیرِ شرعی کو دیدے۔

تمام حیوانات ہماری طرح خدا کی مخلوق ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا: ﴿وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیۡرُ بِجَنَاحَیۡهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمۡثَالُکُمۡ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: ”اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے اور نہ ہی اپنے پروں کے ساتھ اڑنے والا کوئی پرندہ ہے، مگر وہ تمہاری جیسی امتیں ہیں۔ (پ07، الانعام38)

اِس آیت کے تحت مشہور مفسِّر علامہ قرطبی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (وِصال: 671ھ / 1272ء) لکھتے ہیں: ”أي هم جماعات مثلكم في أن الله عز وجل خلقهم، وتكفل بأرزاقهم، وعدل عليهم، فلا ينبغي أن تظلموهم، ولا تجاوزوا فيهم ما أمرتم به“ ترجمہ: یعنی اُن کی تمہاری طرح ہی جماعتیں اور گروہ ہیں، وہ یوں کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اُن کے رزق کو اپنے ذمہ کرم پر لیا اور اُن میں عدل قائم کیا، پس یہ ہر گز مناسب نہیں کہ تم اُن جانوروں پر ظلم کرو، نیز اُن کے بارے میں جو تمہیں حکم دیا گیا ہے، اُس سے تجاوُز نہ کرو۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد6، صفحہ 419، مطبوعہ دار الکتب المصریہ، قاهرہ)

حیوان پر ظلم عذابِ آخرت کا باعث ہے۔ ”صحیح البخاری“ میں ہے: ”عذبت امرأة في هرة

سجنتها حتى ماتت فدخلت فيها النار لا هي أطعمتها ولا سقتها إذ حبستها ولا هي تركتها تأكل من خشاش الأرض ”ترجمہ: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب ہوا، جسے اس نے اتنی دیر تک باندھے رکھا تھا کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی اور وہ عورت اسی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئی۔ اس نے جب بلی کو باندھ رکھا، تو اس دوران نہ اُسے کچھ کھلایا، نہ پلایا اور نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی۔ **(صحیح البخاری، جلد04، صفحہ176، مطبوعہ دار طوق النجاہ، بیروت)**

کبوتروں کو تیز اڑانا معصیت ہے، چنانچہ شارِح بخاری علامہ بدرالدین عینی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:855ھ / 1451ء) لکھتے ہیں: ”والمناطحة في الكبش، والطيران السريع في الحمامة، والمقاتلة في الديك، والخصي في العبد، فإن هذه الأشياء كلها معصية“ ترجمہ: مینڈھوں کو سینگوں سے باہم لڑوانا، کبوتر کو تیز اڑانا، مرغوں کو آپس میں لڑوا کر مروانا، غلام کا خصی ہونا، یہ تمام چیزیں مَعْصِیَّت یعنی گناہ ہیں۔
(البنایۃ شرح الھدایہ، جلد11، صفحہ272، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:1340ھ / 1921ء) ”کبوتر بازی“ اور اِن کے مقابلوں کے متعلق بہت خوبصورت اور فکر انگیز کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اُن کا خالی اڑانا کہ نہ کسی کی بے پردگی ہو، نہ کنکریوں سے نقصان، خود کب ظلمِ شدید سے خالی ہے، جبکہ رواجِ زمانہ کے طور پر ہو کہ کبوتروں کو اڑاتے ہیں اور اُن کا دَم بڑھانے کے لیے محض بے فائدہ اپنے بیہودہ بے معنی شوق کے واسطے اُنہیں اترنے نہیں دیتے، وہ تھک تھک کے نیچے گرتے، یہ مار مار کر پھر اڑا دیتے ہیں۔ صبح کا دانہ دیر تک کی محنت شاقہ پرواز سے ہضم ہو گیا، بھوک سے بیتاب ہیں اور یہ غل مچا کر بانس دکھا کر آنے نہیں دیتے، خالی معدے شہپر تھکے اور کسی طرح نیچے اترنے، دم لینے، دانہ پانی سے اَوسان ٹھکانے کرنے کا حکم نہیں۔ یہاں تک کہ گھنٹوں اور گھنٹوں سے پہروں اُنہیں اِسی عذاب شدید میں رکھتے ہیں، یہ خود کیا کم ظلم ہے؟ اور ظلم بھی بے زبان بے گناہ جانور پر کہ آدمیوں کی ضرر رسانی سے کہیں سخت تر ہے۔۔۔ بے درد کو پرائی مصیبت نہیں معلوم ہوتی، اپنے اوپر قیاس کر کے دیکھیں، اگر کسی ظالم کے پالے پڑیں کہ وہ میدان میں

ایک دائرہ کھینچ کر گھنٹوں اُن سے کاوا کاٹنے کو کہے، یہ جب تھکیں، پست ہو کر رکیں، کوڑے سے خبر لے، اُن کا دم چڑھ جائے، جان تھک جائے، بھوک پیاس بے حد ستائے، مگر وہ کوڑا لیے تیار ہے کہ رکنے نہیں دیتا، اُس وقت ان کو خبر ہو کہ ہم بے زبان جانور پر کیسا ظلم کرتے تھے، دنیا گزشتنی ہے، یہاں احکامِ شرع جاری نہ ہونے سے خوش نہ ہوں، ایک دن انصاف کا آنے والا ہے، جس میں شاخ دار بکری سے مُنڈی بکری کا حساب لیا جائے گا، حالانکہ جانور غیر مکلف ہے، تو تم مکلفین کہ تمہارے ہی لیے ثواب وعذاب جنت وجہنم تیار ہوئے ہیں، کس گھمنڈ میں ہو!"

(فتاویٰ رضویہ، جلد16، صفحہ310، 309، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

کبوتر بازی پر لگی رقم کا حکم:

کبوتر بازی میں دونوں طرف سے جو رقم یا چیز متعین کی جاتی ہے، وہ خالص جوا ہے اور جوئے کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ کنزالعرفان: "اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہی ہیں، تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

(پ07، المائدة90)

ابو المَعالی علامہ بخاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:616ھ/1219ء) لکھتے ہیں: "فإن شرطوا الجعل من الجانبين فهو حرام وصورة ذلك: أن يقول الرجل لغيره: تعال حتى نتسابق، فإن سبق فرسك، أو قال: إبلك أو قال: سهمك أعطيك كذا، وإن سبق فرسي، أو قال: إبلي، أو قال: سهمي أعطني كذا، وهذا هو القمار بعينه" ترجمہ: اگر جانبین سے "جُعْل" یعنی کسی رقم یا انعام کی شرط لگائی جائے تو یہ سراسر حرام ہے۔ اِس کی صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: آؤ مقابلہ کریں، اگر تمہارا گھوڑا، اونٹ یا نیزہ آگے بڑھ گیا، تو میں تمہیں فلاں چیز دوں گا اور اگر میرا اونٹ یا نیزہ آگے بڑھ گیا تو تم مجھے فلاں چیز دوگے۔ یہ خالِص جوا ہے۔

(المحیط البرھانی، جلد5، صفحہ323، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

جس نے جوئے کے ذریعے مال کمایا، تو اُس پر لازم ہے کہ مالِکان کو واپس کرے، چنانچہ امامِ اہلسنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا: ”جس قدر مال جوئے میں کمایا محض حرام ہے اور اس سے بَراءَت یعنی نَجات کی یِہی صورت ہے کہ جِس جِس سے جتنا جتنا مال جِیتا ہے اُسے واپَس دے، یا جیسے بنے اُسے راضی کرکے مُعاف کرالے، وہ نہ ہو، تو اُس کے وارِثوں کو واپس دے، یا اُن میں جو عاقِل بالغ ہوں ان کا حصّہ اُن کی رِضامندی سے مُعاف کرالے۔ باقیوں کا حصّہ ضَرور انہیں دے کہ اِس کی مُعافی ممکن نہیں، اور جن لوگوں کا پتا کسی طرح نہ چلے، نہ اُن کا، نہ اُن کے وَرَثہ کا، اُن سے جس قَدَر جیتا تھا، اُن کی نیّت سے خیرات کردے، اگرچہ خود اپنے ہی محتاج بہن بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کو دے دے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد19، صفحہ651، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

معاشرتی خرابی:

مذکورہ تمام دلائل سے اِس کی خرابیاں اپنی جگہ، مگر اِس کی دوسری اور بہت بڑی دینی اور معاشرتی خرابی یہ ہے کہ ایسے کاموں میں ملوث شخص فقط اِن ہی کاموں کی نذر ہو جاتا ہے اور اپنے فرائض منصبی اور مقاصِدِ زندگی سے غافِل ہو جاتا ہے۔ مشہور محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 1176ھ/1762ء) نے لکھا: ”منها الاشتغال بالمسليات وهي ما يسلي النفس عن هم آخرته ودنياه ويضيع الأوقات كالمعازف والشطرنج واللعب بالحمام واللعب بتحريش البهائم ونحوها؛ فان الانسان إذا اشتغل بهذه الأشياء لها عن طعامه وشرابه وحاجته، وربما كان حاقنا لا يقوم للبول فان جرى الرسم بالاشتغال بها صار الناس كلا على المدينة، ولم يتوجهوا إلى إصلاح نفوسهم“ ترجمہ: لغو کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ مستیوں میں مشغول ہو جانا، جو کہ اُسے دنیا اور آخرت سے بے فکر بنا دیتی اور وقت کو ضائع کرتی ہیں، مثلاً:

باجے، شطرنج، **کبوتر بازی**، جانوروں کو آپس میں لڑوانا وغیرہا۔ جب اِنسان اِن چیزوں میں مشغول ہو جاتا ہے، تو کھانے پینے اور ضروری کاموں سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات اسے پیشاب کی حاجت ہوتی ہے، مگر نہیں اٹھتا، اگر ان کاموں کی رسم چل پڑے، تو یہ لوگ شہر پر بوجھ بن جائیں گے اور اصلاحِ نفس کی طرف توجہ بھی نہیں کریں گے۔

(حجۃ اللہ البالغہ، جلد2، من ابواب المعیشۃ، صفحہ 297، مطبوعہ دار الجیل، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

07ذوالحجۃ الحرام1445ھ/14جون2024ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے